# برصغیر میں مکالمہ کی تاریخ وتجاویز

پروفیسر ڈاکٹر سید شاہین شعیب اختر
صدر شعبہ مطالعہ پاکستان
قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج، لیاقت آباد کراچی

**ABSTRACT**

Commencing the religion of "Islam" to the world. We have substantial grounds by Quran and Sunnah. Islam is the most misunderstood religion in the west yet it is the fastest growing religion in the United States and the west also. However a planned effort of the western media seems to be trying its best to maintain ignorance in the western societies about Islam and Muslim. Islam believes that good and bad people are everywhere Islam and Muslim never approved this division of Human Kind. The God of Islam is the God of Christian, Jews, Hindu, Buddhist, People of all faith and even atheist.

The last sermon of the holy Prophet Muhammad (e) is know as the universal Declaration of human Rights in Islamic View. Islam is strong advocator of Human Rights. Islam promotes the culture of Love, respect and tolerance not only at societal level but also at national and intermediate level. In the end I say "Islam the Universal religion of brotherhood and Solidarity."

مختلف مذاہب اور گروہوں کے درمیان بات چیت کو عام لفظوں میں مکالمہ کہا جاتا ہے مکالمے کا آغاز وارتقاء آدمؑ کی تخلیق سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اللہ ربّ العزت نے جب سے اس کائنات کو تخلیق فرمایا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک گفت وشنید، بات چیت اور مکالمے کا دروازہ کھلا رہے گا۔ مکالمہ معاشرے کے مختلف گروہوں اور مذاہب کے درمیان کیوں ضروری ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ابن آدم کو میز پر آکر آپس میں گفتگو کرنی پڑتی ہے معاملات اس قدر سنجیدہ کیوں ہو جایا کرتے ہیں؟ یہ وہ چند سوالات ہیں جن کو مکالمہ کے ذریعے دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار مل جل کر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ ربّ العزت اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم کرتے ہیں"۔(۱)

آج کی دنیا کے عوام کو اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ مکالمہ، بات چیت ہی ہر انسانی مسئلے کا حل ہے آج دنیا جس تباہی و بربادی کا نظارہ اپنے زمانے کے عوام الناس کو دکھا رہی ہے اس کے متعلق برصغیر کے ایک بڑے عالمِ دین، محدث، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۴۹ء) نے برسوں پہلے اپنے ایک کلیدی خطاب کے دوران فرمایا تھا جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

> "دنیا آج اپنے خودساختہ اصولوں کے جس جال میں پھنس چکی ہے اس سے نکلنے کیلئے جس قدر پھڑ پھڑائے گی۔ اسی قدر جال کے حلقوں کی گرفت اور زیادہ سخت ہوتی جائیگی۔ آج ابن آدم صحیح راستہ گم کر چکی ہیں جو اسکی حقیقی فلاح وکامیابی کا ضامن ہے جو راستہ آج دنیا کے نام نہاد سپر طاقت امریکہ اوراس کے اتحادیوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اس پر جتنے زور سے بھاگے گی وہ اتنی ہی حقیقی فوز وفلاح سے دور ہوتی چلی جائے گی۔ اگر کسی قوم کو کسی ملک کو یا پوری بنی نوع انسان کو آج کی مشکلات سے، بے چین دنیا سے اور تباہ کن مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو ایسے حالات کا بالکل جڑ یعنی دنیا سے ازسرِ نو جائزہ لینا ہوگا۔ کسی درخت کی شاخوں اور پتوں پر پانی چھڑکتے رہنا بیکار ہے اگر اسکی جڑیں مضبوط نہ ہوں قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طعنوں سے نہ گھبرائیے بلکہ کشادہ دل و دماغ سے متجسس حق کی طرح

الجھی ہوئی ڈور کا سرا پکڑنے کی کوشش کیجئے تا کہ نجات کا راستہ آسان ہو"۔(۲)

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشادفرماتے ہیں۔

ترجمہ:"یقیناً ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا"(۳)

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں سینکڑوں مقامات پر براہِ راست انسانوں سے خطاب کیا ہے اور انھیں اپنی زندگی کے نصب العین کو کتاب وسنت کے مطابق ڈھالنے کا حکم دیا ہے شیخ عبد اللہ بن محمد المعتاز اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں۔"کتاب وسنت کے مطالعے سے رحمت الٰہیٰ کا ایک عجیب وعظیم منظر دیکھائی دیتا ہے کہ انسان جس قدر غلط کار اور معاصی کی دلدل میں دھنسا ہوا ہوتا ہے اسی قدر اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آتی ہے اور انسانوں کی توبہ قبول کر کے انھیں ایک اچھے، بہتر، نیک اور پاکباز فرد کی حیثیت سے زندگی گذارنے کے مواقع عطا کرتی ہے"۔(۴)

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشادفرماتے ہیں۔

"اور جولوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انھیں اپنے راستوں کی طرف ضرور رہنمائی کرتے ہیں"(۵)

حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ارشادفرماتے سنا ہے کہ

"میری امت میں برابر ایک ایسا گروہ موجود رہے گا جو اللہ کے دین کا محافظ رہے گا"۔

## اسلام میں مکالمے کا تصور:

دین اسلام ساری نبی نوع انسان کیلئے رشد وہدایت کا پیغام دیتا ہے۔دین اسلام اپنے اخلاقی نظام کو انسان کی صرف انفرادی زندگی تک محدود نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ اس کو انسان کی اجتماعی زندگی تک وسیع کر کے اپنے پورے نظام زندگی کی تشکیل وتعمیر کرتا ہے اور زندگی کے کسی بھی شعبے کو اپنے اخلاقی نظام کی گرفت سے آزاد نہیں ہونے دیتا انسانی زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی، معاشی ہو یا معاشرتی، سیاسی ہو یا تہذیبی، مادی ہو یا روحانی ہر ایک پر وہ اپنی گرفت مضبوط رکھتا ہے مذہب اسلام میں مکالمے کا تصور اسی وز پیدا ہو چکا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے باقاعدہ سرزمین عرب میں مختلف گروہوں اور قبیلوں سے فلاح انسانی کیلئے مذاکرات، مکالمات یا معاہدات کا عمل کیا۔حضور

اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی مواقع پر مذاکرات اور مکالمات دوسرے قبائل سے کئے۔ مثال کے طور پر "صلح حدیبیہ" اور "میثاقِ مدینہ" اس بات کی تاریخی گواہ ہیں کہ بات چیت کے ذریعے سے ہی مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے اور یہی دین اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی تعلیمات کا محور ہے لیکن بدقسمتی سے دیگر مذاہب کے پیروکار مسائل کا حل طاقت کے ذریعے سے نکالنا چاہتے ہیں جبکہ اللہ رب العزت سب سے زیادہ طاقتور ہے، حضور اکرم ﷺ کی ۲۳ سالہ عہد نبوت والی زندگی سے پہلے بھی دوران تجارت کاروباری معاملات میں آپ نے متعدد مواقع پر بات چیت کے ذریعے سامانِ تجارت کو دوسرے فریق تک منتقل کیا۔

حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں بے شمار ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر دوسرے مخالف گروہ سے مکالمے کے ذریعے حل فرمایا ایسا ہی ایک واقعہ نجران کے عیسائی اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان مکالمے کی صورت میں وقوع پذیر ہوا جو کچھ اس طرح سے تاریخ کے صفحات پر ملتا ہے۔

۰۹ھ/۶۳۰ء میں نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے انھیں اپنے مذہب، اپنے رسوم کے مطابق عبادت کرنے کی مسجدِ نبوی میں ہی اجازت دے دی اور پھر مکالمے کے ذریعے وہ معاہدہ کیا جس کا مطالعہ کر کے سر میور جیسا متعصب شخص بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔(٦)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ مذہبی رواداری اور مصالحت پسندی سے مزین ہے اور ہمیشہ اس بات کی کوشش رہی ہے کہ بات چیت کے ذریعے پیار و محبت کے ذریعے باہمی مکالمات کے ذریعے ایک جگہ مل بیٹھ کہ مسئلے کا حل تلاش کیا جائے حضرت ابو ہریرہؓ رواداری اور مکالمے کے حوالے سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جب یہ لشکر واپس آیا تو قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اپنے ساتھ گرفتار کر کے لائے ثمامہ اہلِ یمامہ کا سردار تھا صحابہ کرام نے اس کو ایک ستون سے باندھ دیا لیکن آپ ﷺ نے ثمامہ سے چند مذہبی معاملات پر گفتگو کے بعد اس کی رہائی کا فیصلہ کرتے ہوئے کو رہا کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے ہر موقع پر گفت شنید اور مکالمے کے ذریعے مسئلے کو حل کرنے کا راستہ تلاش کیا تاریخ اسلام کے ابتدائی زمانے، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام

کے ادوار میں یہ بات نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے غیر قوموں کے ساتھ باہمی طور پر مذکرات ومکالمات، گفت وشنید اور رواداری وحسن سلوک کا معاملہ اختیار کیا مفتوح قوم سے نرمی کا معاملہ فرمایا افہام وتفہیم کی روشنی میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے بات چیت کے ذریعے مطلوبہ مقاصد کو حاصل کیا گیا۔

خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ (۷) (۵۸۱ء۔۶۴۶ء) کے دور میں مصر کے متعدد مقامات سے ہزاروں قبطی گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے مگر آپ نے سب کو رواداری اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں بات چیت کے ذریعے حل فرمایا اور سب قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا اسی طرح خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت میں بے شمار واقعات رونما ہوئے مگر آپ نے ہر معاملے میں مذہبی رواداری اور بات چیت کو اپنا مقصد اور نصب العین بنایا۔ غرض بعد کے آنے والے اسلام کے حکمرانوں نے ہر موقع پر مذہبی رواداری اور مکالمے کو اپنے لیے اور دوسری قوموں کے لیے راہِ ہدایت کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا۔

## برصغیر پاک وہند میں مکالمہ کی تاریخ:

یہ ایک تاریخی اور ابدی حقیقت ہے کہ مکالمہ، بات چیت، گفتگو ہی روئے زمین پر انسانی مسائل کے حل کا بہترین ومناسب ذریعہ ہے مکالمے کا آغاز عہدِ نبویؐ سے ہوتا ہے جس کی تائید اور عمل داری صحابہ کرام اور مسلم حکمرانوں نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں کی، آپ ﷺ نے مدینہ میں آنے والے کئی سو وفود سے مختلف اوقات میں گفتگو اور مکالمہ کئے جن کا تعلق مختلف قبائل، گروہ اور مذاہب سے تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے مکالمہ بھی فرمایا اور ان کو خطوط بھی تحریر کئے برصغیر پاک وہند میں دین اسلام کی کرنیں عمومی طور پر ۷۱۲ء میں فتح سندھ کے بعد پھیلیں، ہم دیکھتے ہیں محمد بن قاسم علیہ الرحمہ عظیم مسلم سپہ سالار نے رواداری اور بات چیت کے ذریعے دین اسلام کو تیزی سے پھیلایا اس ظلمتِ کفر کے اندھیرے کو منور کیا۔ اسی طرح محمود غزنوی نے بھی بعض موقعوں پر مکالمات کے ذریعے سے مقامی لوگوں کو اطاعت کیلئے آمادہ کیا۔ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی حکومت کا جو نقطۂ آغاز محمد بن قاسم کے ہاتھوں سے وقوع پذیر ہوا تھا وہ مختلف مسلم حکمرانوں کے ہاتھوں سے ترقی کرتا ہوا آخر کار کو شیخ ظہیر الدین بابر (۱۴۸۶ء۔۱۵۳۰ء) کے ہاتھوں میں آگیا۔ اس طویل عرصے میں بے شمار بڑے بڑے مسلم حکمراں حکومت کے ایوان میں جلوہ افروز ہوئے اور برصغیر کے

مختلف گروہوں، طبقوں، قبائل اور مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان باہمی گفتگو اور رواداری کے ذریعے سے مکالمے کے ذریعے تمام مسائل کو حل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (۸)

۱۶۰۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں تجارت کے بہانے قدم مضبوط کرنے شروع کر دیئے نورالدین جہانگیر (۱۵۶۹ء۔۱۶۲۹ء) کے ذریعے سے اس خطے میں بات چیت کے ذریعے سے تجارتی مقاصد حاصل کئے لیکن تاریخ یہ سوال اٹھاتی ہے اور آج کا مورخ یہ سوال دنیا کے سامنے رکھتا ہے کہ جب انگریزوں نے تجارت کی اجازت حاصل کی تھی تو وہ پھر اس خطے کے حکمران کیسے بن گئے؟ آج کا مورخ اور اہلِ قلم انگریزوں سے یہ سوال کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ برصغیر پر حکمرانی کیسے کرنے لگے وہ کون سی ایسی جادوئی خوبیاں انگریزوں میں تھیں جن کی بنیاد پر انھوں نے مقامی ہندوؤں اور مسلمانوں پر حکمرانی شروع کی انگریزوں نے معاہدہ تاجر کا کیا اور اپنے معاہدہ سے انحراف کر کے اس خطے کے حکمران بن گئے ڈھائی سو سالہ دور میں (۱۶۰۰ء تا ۱۸۵۷ء) خریدو، آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی اختیار کی آدمیت کو آدمیت کا دشمن بنایا بھائی کو بھائی سے لڑایا (۹)

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد جب مسلمانوں نے اپنی حیات نو کا جائزہ لیا تو انھیں یہ احساس ہوا کہ وہ نہایت پستی میں جا چکے ہیں لہٰذا مسلمانوں نے نئے سرے سے اپنی بقاء اور مذہبی و سماجی استحکام کے لئے کوششیں تیز کیں اور ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا اور مسلمانوں کے حقوق کا دفع کرنا شامل تھا اپنے لیے ایک سیاسی پلیٹ فارم اس لیے بنایا کہ گفتگو اور مکالمے کے ذریعے سے اپنی بات کو اپنے خیالات کو اور اپنے مقاصد کو حکومت برطانیہ کے لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔ اس کے علاوہ برصغیر میں عیسائیت کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو ختم کرنے کیلئے علمائے حق نے میدان میں آ کر باطل پرستوں کا منہ کالا کیا۔ اور انہی مکالمے و مناظرے کی صورت میں باطل پرستوں کو دندانِ شکن جواب دیا برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں بے شمار علمائے حق نے باطل پرستوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا لوگوں کو مذاکرات اور مکالمے کے ذریعے سے للکارا ان کی منفی تعلیمات کا سد باب کیا اور انھیں حق کی طرف آنے کی دعوت دی اس سلسلے میں پوری انیسویں صدی مکالمات اور مذاکرات مناظرے اور کانفرنس سے لبریز ہے۔ (۱۰)

برصغیر کے علمائے حق نے جن میں علمائے دیو بند کا نام سرفہرست ہے ہر موقع پر باطل

پرستوں کے خلاف مکالمہ، مناظرہ، گفتگو اور بات چیت کے ذریعے شکست دی ایسا ہی ہے ایک مکالمہ یا بات چیت کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جو مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۱ء۔ ۱۸۷۹ء) اور ہندوستان کے عیسائی پادریوں کے درمیان مختلف اوقات اور شہروں میں ہوئے جن سے مکالمے کی اہمیت اور برصغیر میں اسکی تاریخی حیثیت اور مسلمانوں کے دلائل وحقائق سے اس کی افادیت پر مکمل روشنی پڑتی ہے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات اور مکالمہ ومناظرہ سے متعلق مولانا نورالحسن راشد اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ ''مولانا قاسم نوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ کتابیں تحریرو تصنیف نہیں کیں لیکن مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریریں، مکتوبات اور افادات ان میں سے ہر ایک مستقل تالیف بلکہ تالیفات ومصنفات سے بڑھ کر ہیں میں وہ مباحث اور نکات ہیں جو اور کتابوں میں نایاب ہیں''۔(۱۲)

برصغیر کے ایک اور نامور عالم دین مولانا سید ابوالمنصور رجو تاریخِ پاک وہند میں ''امام فن مناظرہ ومکالمہ'' کے طور پر اپنی شہرت رکھتے ہیں آپ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۳۷ھ، جون ۱۸۲۲ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام سید محمد علی تھا ابتدائی تعلیم والد اور دادا سید محمد فاروق سے حاصل کی سات سال تک علم وادب کے شہر لکھنوء میں شیعہ مجتہدین سے ان کے علوم اور مذہب کا مطالعہ کیا ہندوستان کے مشہور پادری اور بائبل (Bibble) کے شارح ''جے ایل اسکاٹ'' سے انجیل اور متعدد کتابیں سبق کے طور پر پڑھیں عربی اور فارسی کے علاوہ ہندی اور انگریزی سے بھی واقفیت حاصل کی عبرانی زبان میں بھی آپ کو خاصہ عبور حاصل تھا آپ نے غیر معمولی حد تک مطالعہ کیا ہوا تھا اور تقریباً تمام مطالعہ آپ کے ذہن میں محفوظ اور نوک زباں پر تھا بڑے بڑے نامور پادریوں سے مکالمہ، مناظرہ، بات چیت کر کے ان کو خاموش ولاجواب کر چکے تھے۔ مباحثہ شاہجہاں پور میں مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے معاون ومددگار تھے مولانا کے علمی کمالات اور عیسائیت پر بے مثال عبور کی وجہ سے وقت کے برگذیدہ علمائے اسلام نے آپ کو ''امام فن مناظرہ ومکالمہ'' کا خطاب دیا تھا آپ نے سو سے زائد کتب تحریر کیں طویل عمر پانے کے بعد ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں وفات پائی۔(۱۳)

## شاہجہاں پور میں ''میلہ خدا شناسی'' کا مکالمہ ومناظرہ:

چاند پور شاہجہاں پور کے ایک علاقے کا نام ہے۔ اس علاقے میں ایک ہندو کبیر پنتھی (ہندوؤں کا وہ فرقہ جو رسومات اور طور طریقوں میں کبیر ۱۴۶۸ء۔ ۱۵۱۸ء) کو اپنا گرو مانتا ہے کبیر

اور اسکے ماننے والوں کا مرزا قتیل ہفت نے تماشا میں ذکر کیا ہے۔ایک اور ہندو مصنف سوامی دیانند سرسوتی نے بھی کبیر پر تبصرہ کیا ہے ستیھارتھ پرکاش میں بھی ان حوالوں سے بات کی ہے۔میلہ خدا شناسی یا جلسہ تحقیق مذاہب کا سلسلہ غالباً عیسائی مشینری کے منصوبوں کا ایک حصہ تھا اور وقفے وقفے سے اس قسم کے کئی جلسے علیحدہ علیحدہ مقامات پر کیے گئے تھے مگر یہ اللہ رب العزت کا خاص کرم وفضل رہا کہ تمام جلسوں میں دینِ اسلام کے علمائے حق سربلند اور سرفراز ہوئے یہ جلسہ مکالمہ ومناظرہ بھی ضلع شاہجہاں پور کے گاؤں سر بانگ پور میں جو ''چاند پور'' کے قریب ہے دریا کے کنارے منشی پیارے لال اور پادری نولس کے مشورے اور اشتراک سے شروع ہوا اس مکالمے اور مناظرہ کا پہلا جلسہ مورخہ ۷ مئی ۱۸۷۶ء کو شروع ہوا اس جلسے میں شرکت کیلئے جید علمائے حق کا قافلہ جن میں مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی (۱۸۵۱ء۔۱۹۲۰ء) مولانا سید ابوالمنصور (امام فن مناظرہ ومکالمہ) مولانا سید احمد علی وغیرہ دہلی سے روانہ ہوکر سہارن پور پہنچے۔حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ شریک تھے، ۶ مئی کی صبح یہ حضرات شاہجہاں پور پہنچے مقررہ ایام اور وقت پر مکالمہ اور مناظرے کا باقاعدہ آغاز ہوا۔علمائے حق کی تقاریر اور بیانات غیر معمولی تھے اور ہر جگہ کچھ ایسے اصحاب ضرور موجود تھے جو جلسے میں تقریروں کے وزن کو جانچ سکتے ہیں اور ان کے متعلق دیانتدارانہ صاف رائے دے سکتے ہیں میلہ خدا شناسی میں علمائے حق نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی سب انصاف پسند شرکاء نے تعریف وتحسین کی ہے۔علمائے حق کے مکالمے اور مناظرے کا اس قدر لوگوں کے دلوں پر اثر ہوا کہ انھوں نے ایک اور جلسہ کرنے کی سفارش کی چنانچہ عوام الناس کے جذباتِ مذہبی کا احترام اور خیال کرتے ہوئے، مارچ ۱۸۷۷ء کی تاریخ کا تعین کیا گیا اس مکالمہ ومناظرہ میں ہندوؤں اور پادریوں کے بڑے بڑے مذہبی رہنماؤں اور پنڈتوں کو بھی آنے کی دعوت دی گئی سب حضرات مقررہ تاریخ پر جلسے میں شامل ہوئے علمائے حق میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابرین، پادریوں میں نولس، پادری واکر اور ہندو رہنماؤں میں پنڈت دیانند سرسوتی، اور منشی اندرمن اپنے اپنے مذہب کے نمائندے مناظرے اور مکالمے کیلئے میدان میں اترے اللہ رب العزت کا فضل وکرم علمائے حق کے ساتھ تھا اور مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات اور تقریر سب مذاہب کے لوگوں پر اثر انداز ہوئے، اس مناظرہ ومکالمے میں مولانا کی تقریر اور مباحثے کی روداد، ''شاہجہاں پور'' کے نام سے بار بار شائع ہوئی ہے۔(۱۴)

سوامی دیانند سرسوتی برصغیر کے مشہور ہندو مذہبی مفکر کے طور پر جانے جاتے ہیں سیتارتھ پرکاش، پرجوش تحریک آریہ سماج کے بانی کے طور پر جانے جاتے ہیں سوامی دیانند کے کئی مسلمان علمائے حق سے مکالمے مباحثے اور مناظرے ہوئے جس میں علمائے حق کو اللہ رب العزت نے سرخرو کیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکالمے و مناظرے اور علمی قابلیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر عبدالقیوم تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند میں تحریر کرتے ہیں ''مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندو پنڈتوں اور برصغیر میں موجود عیسائی پادریوں کے ساتھ مکالمے ومناظرے کر کے اسلام کی برتری قائم کردی اور منفی سوچ رکھنے والوں اور اسلام دشمن قوتوں کا قلعہ قمع کیا''۔(۱۵)

حافظ اکبر شاہ بخاری مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکالمے ومناظرے پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں ''پادری تارا چند کو آپ نے اپنی ذہنی وعلمی قابلیت سے مذہبی مباحثے ومکالمے میں خاموش کر دیا چاند پور شاہجہاں پور کا ایک مضافاتی علاقہ تھا یہاں ایک بڑے مجمع میں جس کا نام ''میلہ خدا شناسی'' تھا اور اس میں ہر مذاہب کے اکابرین اور پادری شریک تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے سب کے سامنے علی الاعلان ''تثلیث وشرک کا ابطال اور توحید کا اثبات'' اس انداز میں فرمایا کہ حاظرین جلسہ چاہے موافق ہوں یا مخالف سب خاموش اور آپ کے قائل ہو گئے۔(۱۶)

برصغیر کی تاریخ میں انگریزوں کے دور حکمرانی میں عیسائیت کے بڑھتے ہوئے عزائم اور اسلام دشمنی کے ارادوں کو علمائے حق اچھی طرح سے بھانپ جایا کرتے تھے انہی علمائے حق کے قافلے میں سب سے مشہور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مکالمے ومناظرے علمی وفقہی برتری پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی رحمٰن علی اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں (جس کا حوالہ حافظ اکبر شاہ بخاری نے اپنی کتاب میں دیا ہے)۔ ''مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا قابلِ ذکر کارنامہ یہ ہے کہ ملک میں عیسائی پادریوں کی تبلیغ، عیسائیت کے فروغ آریہ سماجی شر پسندوں کے عزائم ان سب نے سر اٹھا رکھا تھا اور وقتاً فوقتاً اسلام اور پیغمبر اسلام اور اسلامی احکام وشرائع کو اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا کرتے تھے مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا اور خوب کیا آپ کے مکالمے د مناظرے، نکتہ ولطائف آج بھی قابلِ دید اور مشہور ہیں آپ نے اپنے زمانے کی بڑے بڑے عیسائی پادریوں، ہندو پنڈتوں جن میں خاص طور پر دیانند سرسوتی اور پادری تارا چند اور دوسرے عیسائیوں کو

آریہ سماج مناظرین کو مختلف مقامات پر مناظرہ کے میدان میں شرم ناک شکست دی (۱۷)

برصغیر پاک و ہند میں علماء حق خصوصاً دیوبند مکاتب کے علماء نے ہر دور میں پادریوں اور ہندوؤں کے غیر منفی منصوبے اور غیر شرعی بدعات کے خلاف مناظرہ و مکالمہ کا تسلسل جاری رکھا مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۱۸ء۔ ۱۸۹۱ء) کا شمار بھی اس تحریک کے سرگرم عالم دین میں ہوتا ہے جنہوں نے اکابرین کے ساتھ مل کر مختلف دینی و مذہبی محاذ پر حق کا پرچم بلند کیا۔

## مولانا کیرانوی اور پادری فانڈر کے درمیان مکالمہ ۱۸۵۸ء:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اختتام کے بعد عیسائی پادریوں نے مسلمانوں کو مذہب سے دور کرنے کے لیے تیزی سے اپنے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے ایسا ہی ایک پادری فانڈر ہندوستان سے ۱۸۵۸ء قسطنطنیہ پہنچا سلطان عبد العزیز کا عہد حکومت تھا ترکی اور انگلستان کے تعلقات نہایت خوشگوار تھے پادری فانڈر نے سلطان سے بیان کیا ہندوستان میں میرا ایک مسلمان عالم دین سے مناظرہ ہوا تھا جس میں عیسائیت کی فتح اور اسلام کی شکست ہوئی علمائے اسلام لاجواب ہوئے جن کی وجہ سے ہندوستان میں مسلمان عیسائی مذہب قبول کر رہے ہیں ان باتوں سے سلطان کو بڑی تشویش ہوئی لہٰذا ان کی خواہش ہوئی کہ پادری فانڈر کی باتوں کی اصلیت معلوم کی جائے سلطان نے شریف مکہ کو فرمان جاری کیا کہ حج کے موقع پر ہندوستان سے جو علماء اور باخبر ومعتبر اصحاب آئیں ان سے پادری فانڈر کے مناظرہ اور مکالمہ اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے حالات معلوم کر کے ہم کو مطلع کیا جائے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان دنوں مکہ میں ہی تھے چنانچہ آپ کو سلطان عبد العزیز کے پاس روانہ کر دیا گیا جب پادری فانڈر کو مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ قسطنطنیہ آنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا سلطان عبد العزیز تمام حقائق کو سمجھ گیا اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے گراں قدر انعامات کا اعلان کیا۔ (۱۸)

## پیر مہر علی اور قادیانی گروپ سے مکالمہ ومناظرہ:

برصغیر میں غیر مسلم عناصر نے مسلمانوں کو دین اور مذہب سے الگ کرنے کیلئے طرح طرح کے منصوبے بنائے ایسا ہی ایک منصوبہ ''قادیانی گروپ کا احیاء'' تھا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے مسلمانوں کو یوں تو بری طرح مفلوج کر دیا تھا اور تمام شعبہائے حیات میں ان کی زندگی مشکلات کا شکار ہوگئی تھی طرح طرح کے فتنے سر اٹھا رہے تھے ایسا ہی ایک بڑا فتنہ ''قادیانی'' کا بھی تھا جس کو ختم

کرنے کیلئے پیر مہر علی گولڑہ شریف کا انتخاب عمل میں لایا گیا آپ ۱۸۵۹ء میں حضرت پیرا جی کے گھر میں پیدا ہوئے والدین نے آپ کی مذہبی وعلمی آبیاری میں اپنی توانائیاں صرف کیں۔ پیر مہر علی گولڑہ شریف نے جو مناظرہ ''قادیانی فرقہ'' کے خلاف کیا اس کے متعلق حافظ اکبر شاہ بخاری اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں۔ ''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہونے کے بعد مسلمان ایک طرح سے دورِ ابتلا میں مبتلا ہو گئے تھے اور حکومت برطانیہ کے زیر نگرانی کئی بڑے فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا ایسی ہی ایک غیر اسلامی تحریک ''تحریک قادیانیت'' تھی اس تحریک کے پیروکاروں نے اپنی تعلیمات کے حوالے سے حکمراں استعماری قوتوں کو استحکام بخشنے کیلئے جہاد بالسیف کو تمام مسلمانوں پر حرام قرار دے رکھا تھا جبکہ دوسری جانب عیسائی حکومتِ انگلستان، فرانس روس اسلامی سلطنتوں کو تہہ و بالا کرنے میں مصروف تھے اس موقع پر ہندو لیڈروں نے قادیانی جماعت کے ساتھ مک مکا بھی کر رکھا تھا لیکن علمائے حق میدان میں آئے اور پیر مہر علی گولڑہ شریف نے مرزا احمد قادیانی کے فتنے کو بذریعہ مکالمہ و مناظرہ باطل قرار دیا چنانچہ مرزا احمد قادیانی اور پیر مہر علی گولڑہ شریف کے درمیان اگست ۱۹۰۰ء میں لاہور میں بادشاہی مسجد کے عقب میں مناظرہ و مکالمہ کا تعین ہوا لیکن وہی ہوا نہ مرزا کو آنا تھا اور نہ وہ آئے اسطرح قادیانی جماعت میں انتشار پیدا ہو گیا بے شمار لوگ توبہ واستغفار کر کے اسی وقت احمدیت سے آزاد ہو گئے چند دنوں بعد پیر مہر علی نے شاہی مسجد لاہور میں مرزائیوں کے اصل عزائم کو مسلمانانِ لاہور کے سامنے بے نقاب کیا۔ (۱۹)

برصغیر میں بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں سے ہی مختلف بین المذاہب تحریکوں اور کانفرنسوں، مکالموں، مناظروں نے برصغیر کی بڑی بڑی سیاسی جماعتوں کی مکالموں کے ذریعے ہی تحریک کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اس سلسلے میں مولانا سید محمد میاں اپنی کتاب ''علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے'' میں تحریر کرتے ہیں تحریک خلافت میں کئی موقعوں پر مختلف سیاسی جماعتوں اور اُن کے اکابرین کے درمیان مناظرہ و مکالمہ کے ذریعے حکومت برطانیہ کے سامنے مطالبات پیش کیے گئے حکومت کیخلاف نعرے لگائے گئے ترک موالات کے حق میں پرجوش تقاریر ہوئیں شہزادہ ویلم کی آمد کے موقع پر ۱۹۲۱ء میں ہندو مسلم اتحاد کے پرجوش مبلغین کا جوش وخروش اپنے عروج پر تھا لیکن اس کے برعکس حکومتی ارکان نے تحریک کے کارکنوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گاندھی جی، حکیم اجمل اور دیگر اکابرین نے اس موقع پر مکالمے کے ذریعے ہی آپس کے معاملات کو حل کیا اور اس قسم

کی بین المذاہب تحریکوں نے یہ ثابت کیا کہ ہندو مسلم اتحاد کیونکر ضروری ہے لیکن بعض شر پسند عناصر نے اس اتحاد کو مضبوط ہونے نہ دیا برصغیر میں بیسویں صدی کی ابتدائی تین دہائیاں بے شمار تحریکوں کی مرہون منت ہیں اور پھر تحریک پاکستان کے دوران شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۴۹ء) اور مولانا سید حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۷۹ء۔ ۱۹۵۷ء) کے درمیان مسلم لیگ اور کانگریس کے نکتہ نظر کے حوالے سے ''مکالمۃ الصدرین'' کو کون بھول سکتا ہے یعنی ہر موقع پر مکالمہ کے ذریعے سے حق و باطل کا فیصلہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ (۲۰)

## تجاویز وسفارشات:

دین اسلام پیار، محبت اور امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام کی ۱۴۰۰ سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام کے پیروکار جہاں بھی گئے امن ومحبت اور انسان دوستی کی تعلیمات کو عام کرتے رہے آج دنیا جو منظر پیش کر رہی ہے مذہب کے زاویئے سے ہٹ کر سوچا جائے، غور کیا جائے، فکر کیا جائے، کہ کیا اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کو کیا اس دنیا میں اسی مقصد کیلئے تخلیق کیا تھا جو وہ آج کی دنیا میں کر رہا ہے۔ دنیا کے انسان درحقیقت خسارے والی زندگی گزار رہے ہیں وہ اپنے اپنے انبیاء کرام کی تعلیمات کو فراموش کر چکے ہیں۔ اللہ رب العزت کی رشد وہدایت والی کتاب زندگی ''قرآن'' سے رشتہ توڑ چکے ہیں۔ اللہ رب العزت کے احکامات سے انحراف کر کے زندگی گزار رہے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات سے ہٹ کر دن رات بسر کر رہے ہیں۔ آج کے حالات جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں۔ اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ:

میرے زمانے کے بنی نوع انسانوں: حق اور سچ یہ ہے کہ اس کائنات میں اللہ رب العزت اپنے بندوں سے ناراض ہے۔ اپنے بندوں سے روٹھ گیا ہے اب اس کو جلد از جلد منانے کی کوشش کریں۔ سارے کائنات کا معاملہ اللہ رب العزت کے ہاتھ ہی میں ہے اس کیلئے کوئی کام مشکل نہیں ہے یہ کام ہمارا ہے کہ ہم اپنے رب کو راضی کریں۔

☆ مسلمانانِ عالم اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔

☆ مسلمانانِ عالم قرآن اور تعلیمات رسول کے مطابق زندگی گذاریں۔

☆ مسلمانانِ عالم اپنے زندگی کا خود احتساب کریں۔

☆ مسلمانانِ عالم قرآن اور قلم کی طاقت پر ایمان رکھ کر زندگی گذاریں۔

☆ مسلمانان عالم اپنے ایمان کی قوت کو آزمائیں۔
☆ مسلمانان عالم کو خود اندازہ ہوگا کہ اللہ رب العزت ان پر کس قدر مہربان ہیں۔
☆ مسلمانان عالم کو اندھیرے سے نکل کر اجالے میں آنا ہوگا۔
☆ مسلمانان عالم اس مشرق کے سورج کو دیکھیں جو ہماری دنیا کیلئے امن ومحبت کا پیغام لے کر مشرق سے طلوع ہو چکا ہے۔
☆ مسلمانان عالم کا مستقبل اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے بہت روشن ہے۔
☆ مسلمانان عالم کا مستقبل روشن اور شاندار ہے۔
☆ مسلمانان عالم کو قرآن اور اسوہ حسنہ کی تعلیمات سے خود کو بھی منور کرنا ہوگا اور غیر مذاہب کے دلوں کو بھی فتح کرنا ہوگا۔
☆ مسلمانان عالم قرآن کی تعلیمات اور تعلیمات نبویؐ سے اپنوں اور غیروں کے دلوں میں محبت و امن کا پیغام عام کریں۔
☆ مسلمانان عالم اللہ رب العزتؐ کی ذات پر ایمان اور یقین رکھیں کامیابی مسلمانوں کے حصے میں آئے گی۔
☆ مسلمانان عالم اخوت وبھائی چارہ قائم کریں۔
☆ مساوات اور انسانی حقوق کا درس دیں۔
☆ محبت کی شمع دلوں میں جلائیں۔
☆ شیطان کو اپنے دل سے اور گھر سے بھگائیں۔
☆ مسلمانان عالم اپنی نوجوان نسل کو بچائیں۔
☆ مسلمانان عالم اپنی اولاد کو قرآن اور محمدؐ سے عشق کا سبق پڑھائیں۔
☆ مسلمانان عالم تمام اختلافات کو ختم کرکے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔
☆ مسلمانان عالم کو آج اتحاد بین المسلمین اور یکجہتی کی اولین ضرورت ہے۔
☆ مسلمانان عالم محبت کا دیا جلائیں، علم کی روشنی پھیلائیں۔
☆ مسلمانان عالم آنکھیں کھولیں، دنیا کا نظارہ دیکھیں، اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں۔

تمہاری تہذیب خود اپنے ہاتھوں سے خودکشی کرے گی     جو شاخ نازک پر آشیانہ تعمیر ہوگا نہ پائیدار ہوگا

دنیا میں بھی میزان ۔۔۔قیامت میں بھی میزان ۔۔۔ لے تو اپنے مقدر کے ستارے کو پہچان
اندھیرے میں اور خسارے میں ڈوبے ہوئے میرے زمانے کے مسلمان اور انسان

## حواشی وحوالہ جات:


۱۔ قرآن مجید، سورہ نحل

۲۔ خان، ایچ بی، ڈاکٹر، تحریک پاکستان میں علماء کا سیاسی و علمی کردار، کراچی، الحمد اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، صفحہ ۲۷۰

۳۔ قرآن مجید، سورہ التین

۴۔ المعاز محمد، شیخ عبداللہ، انسان اپنی صفات کے آئینے میں، لاہور، دارالاسلام، ۲۰۰۶، صفحہ ۵

۵۔ قرآن مجید، سورہ العنکبوت

۶۔ طارق متین، اسلام رواداری، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۵۸

۷۔ چراغ، محمد علی، حضرت عمر فاروق، لاہور، نظیر سنز، ۲۰۰۳، صفحہ ۷

۸۔ فیوض الرحمٰن، قاری، ڈاکٹر، نامور مسلم سپہ سالار، کراچی، ۲۰۰۲، صفحہ ۲۵۴

۹۔ شیخ، اسلم، برصغیر کے عظیم لوگ، لاہور، مشتاق بک کارنر، صفحہ نمبر ۵۷،

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ارشد، عبدالرشید، بیس بڑے مسلمان، لاہور، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۷۰، ص ۱۱۲

۱۲۔ نورالحسن راشد، مولانا، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، صفحہ ۲۰۸

۱۳۔ ایضاً، صفحہ نمبر ۲۰۹

۱۴۔ ایضاً، صفحہ نمبر ۲۱۱۔۲۱۰

۱۵۔ عبدالقیوم، پروفیسر، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، لاہور، جامعہ پنجاب، ۱۹۷۲، جلد ۲، ص ۴۱۶

۱۶۔ بخاری، اکبر شاہ حافظ، تذکرہ اولیاء دیو بند، لاہور مکتبہ رحمانیہ سن ندارد، صفحہ ۱۱۷

۱۷۔ علی، رحمٰن، مولانا، تذکرہ علماء ہند، مقام اشاعت ندارد، سن اشاعت ندارد، صفحہ ۴۶۶۔۴۶۵

۱۸۔ بخاری، اکبر شاہ، تحریک پاکستان کے عظیم مجاہدین، ملتان، طیب اکیڈمی، ۲۰۰۰، ص ۱۸۷۔۱۸۸

۱۹۔ بخاری، اکبر شاہ، تحریک پاکستان کے عظیم مجاہدین، ملتان، طیب اکیڈمی، ۲۰۰۰، صفحہ ۳۷۲

۲۰۔ میاں، سید محمد، مولانا، علماء حق اور ان کے مجاہدنہ کارنامے، لاہور، جمیعت پبلیکیشنز، ۲۰۰۵، ص ۳۶۸